

# روزہ..... نسیم کیسیا

جناب غلام سرور قریشی  
ریٹائرڈ ٹیچر عباس پورہ جہلم

گلشن اسلام پر 1430 وِس بہار کی آمد آمد ہے۔ شعبان المعظم، رمضان المبارک کو جگہ دینے کیلئے تیزی سے گزر رہا ہے۔ دلدادگانِ رمضان نے حضور اکرم ﷺ کی سنت کے تحت نصف شعبان تک روزے رکھنا شروع کر دیئے ہیں۔ حفاظ کرام نے دروہ قرآن کیلئے مساجد میں اپنے اپنے گوشے مقرر کر لئے ہیں۔ ان کی شیریں اور دھیمی آوازیں، صدائے نخل کی طرح کیف پرور ہیں اور سننے والوں کے کانوں میں عسل کا رس گھول رہی ہیں۔ اس کو کانوں کی جنت کہا جاتا ہے، یہ بہار کیا ہے؟ جس کی آمد پر گلشنِ اسلام کے باسی پھولے نہیں سماتے۔ جی، یہ بہار رمضان شریف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ برکت دی ہے کہ بہار ہو کہ خزاں، جاڑا ہو کہ گرما، جب یہ بہار آ جاتی ہے تو سر زمینِ اسلام اپنے اندر پوشیدہ سارے قوائے نامیہ کو بروئے کار لاتی اور نیکی اور ہیز گاری، تقویٰ و تزکیہ، روزہ داری اور شب بیداری کے خوش رنگ و خوش نما پھول اُگا کر دنیا کو جنت کی طرح دل ربا اور دل کشا کر دیتی ہے۔ یہ پھول کیا ہیں؟ یہ اہل تقویٰ کا جوشِ عمل ہے جو اعمالِ صالحہ کے دلفریب قالب میں ڈھل کر سر زمینِ اسلام کو مزین کر دیتا ہے۔ یہ زینتِ عمل اللہ تعالیٰ کو اس قدر بھاتی ہے کہ وہ اس پر نہال ہو کر اپنی رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کے دروازے اپنے بے ریا روزہ داروں کیلئے کھول دیتا ہے۔ روزہ، سراہا ہو کہ گرما، اپنا آپ دکھاتا ضرور ہے۔ اسی لئے ہر موسم کے روزہ کا اجر و ثواب برابر ہے۔ مئی، جون، جولائی، اگست کی قیامت خیز گرمی اور طویل دن ہوں، چاہے دسمبر، جنوری کے ٹھنڈے اور مختصر ترین دن، اجر برابر ہے۔ یہ اللہ کی خاص عنایت ہے۔ وہ اپنے روزہ دلگروں کا اتنا قدر دان ہے کہ رمضان شریف کے ہر عمل کا اجر ستر گنا بڑھا دیتا ہے۔ ذرا دیکھئے تو سہمی..... وہ صائم کو نفل کا ثواب فرض کے برابر عطا کرتا ہے۔ گویا وہ داتا دونوں ہاتھوں سے اپنی عطائیں لٹا رہا ہے۔ یہ عطائیں بندے کی خطائیں مٹا دیتی ہیں۔ اسی لئے عشرہ آخر کو دوزخ کی رہائی کا عشرہ فرمایا۔ جب صائم عید کی نماز پڑھنے تکبیرات کے ترانے بلند کرتے عید گاہ کی طرف گامزن ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ میں دوزخ سے رہائی کا سریشلیکٹ ہوتا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔ صائم کی خوبی قسمت دیکھئے کہ اس کے منہ کی بو، اللہ کو پسند ہے۔ یہ صائم کا شرف ہے ورنہ بوا لے منہ کی نماز میں بھی کراہت ہے۔ یہی وہ منہ اور چہرے ہیں جو میدانِ حشر میں چمکتے ہوں گے جو صاحبِ حکم و مستبشرہ کی تصویر ہوں گے۔ یہ وہ منہ ہیں جو دعا کرتے ہیں۔ ”اللہم کما احسنت خلقی، فاحسن خلقی و حرم و جہی علی النار“ یہ دعائے

صائم مقبول و مبرور ہے اور ان چہروں پر آتشِ دوزخ حرام ہے جو بے ریا، روزہ رکھتے ہیں۔

اپنی عبادات کو بے ریا رکھنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ رحمن درجیم نے کرم فرمایا کہ روزہ جیسی عبادت مقرر فرمادی جس میں ریا کے دخل کا احتمال بھی نہیں ہے۔ یوں روزہ اللہ اور صائم کے درمیان راز ہے۔ یہ اشتراکِ راز، صائم کو بارگاہِ قدس میں محترم کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صائم کا راز و نیاز ہے۔ اس سے آگے کیا چاہئے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ روزہ اسلام کے پورے سسٹم کا ایک حصہ ہے۔ پورے سسٹم کو چھوڑ کر، صرف اسے اختیار کرنا اور اس کے معبودہ اجر و ثواب کی امید رکھنا، غلط فہمی ہے۔ ہاں اگر اس رمضان میں توبہ کر لی جائے اور تلافیِ مافات کا عہد کیا جائے اور اس عہد توبہ کو پورا کیا جائے تو اس بخششہار کے ہاں توبہِ الصوح کے بدلے سینات گزشتہ کو مبدل بہ حسنات کر دینے کا قانون بھی موجود ہے۔ روزہ کو شرائط کے ساتھ رکھنا فرض ہے۔ دل و نگاہ، چشم و گوش، روح و جسم، خواہش و تمنا، فکر و دماغ، لسان و کلام سب کا روزہ ہو تو مقامِ تقویٰ ملتا ہے جو مقصدِ صوم ہے۔ یہ نہ ہو تو روزہ بھوک پیاس کا ثنا ہے جس پر کوئی اجر نہیں۔ قیامِ لیل یعنی تراویح روزہ کی زینت ہے۔ اس سے روزہ کا حسن دو بالا ہوتا ہے کیونکہ تراویح میں سماعتِ قرآن کی دولت ارزاں ہوتی ہے۔ اگر کوئی روزہ دار تلاوتِ قرآن سے قاصر ہے تو نمازِ تراویح میں یہ سعادت، سماعت کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے۔ سماعتِ قرآن بھی وجہِ ترحمِ الہیہ ہے۔

کئی بٹے کٹے لوگ، روزہ سے گلو خلاصی کیلئے ڈاکٹروں کا حکم حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر مفتی شرع نہیں ہیں۔ اگر کوئی مسلمان، واقعی مریض ہے تو اس کا فیصلہ وہ خود ہی کرے گا کہ اسے ترکِ روزہ کرنا ہے یا نہیں..... کیونکہ اس کا معاملہ اپنے اللہ سے ہے۔ کوئی بھی سچا مسلمان، جانتا ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جعلی سرٹیفکیٹ پر ترکِ روزہ اللہ کو دھوکا دینا ہے اور اللہ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ بعض بے حیا، احترامِ رمضان سے مراد چھپ چھپ کر کھانا پینا لیتے ہیں۔ رمضان کا احترام صرف اور صرف روزہ رکھنا ہے۔ روزہ کو نماز اور تلاوتِ قرآن سے بہلاؤ۔ ذکرِ الہی سے اسے بہلاؤ۔ تاش اور شطرنج، فلم اور ڈرامہ روزے کا بہلاؤ نہیں بلکہ شیطان کا دھوکا ہے۔ تاش و شطرنج ترضیعِ اوقات اور کارِ شیطانی ہے، فلم اور ڈرامہ عریانی کا مظہر ہے اور عریانی بے حیائی ہے اور بے حیائی کا روزہ سے کوئی رشتہ نہیں۔ فلم اور ڈرامہ کے عریاں، نیم عریاں اور غارت گر ایمان سراپے دیکھنا تو عام حالات میں بھی حرام ہے چہ جائیکہ ان کی دیدِ پلید سے روزہ کو بہلایا جائے۔ یہاں ایک طویل جملہ معترضہ لکھنا واجب ہے کہ بد قسمتی سے ہر نسل کے اعتدال پسند اصحاب نے فسقِ معلن کے کچھ کچھ افعال اپنے اوپر مباح کر لئے۔ مثلاً ڈانڈھی منڈا کر سر پر مسنون بال رکھ لئے۔ اس سے اگلی نسل نے اس کی جگہ انگریزی جامتِ مباح کر لی۔ ایک نسل نے عورتوں پر حاکی لباس روا کر دیئے اور دوسری نے پردہ چھوڑ کر دل کے پردے کی

اصطلاح گھڑی۔ اسی طرح اعتدال پسند بزرگوں نے شبِ برأت کے چراغاں کیلئے موم بتی کو جائز ٹھہرایا اور اگلی نسل نے وہ آتش بازی اپنائی جس سے درود یوار مل جاتے ہیں۔ دادیاں پورے ستر کے ساتھ ہاتھ میں تسبیح لے کر ٹی وی دیکھنے کو بیٹھنے لگیں تو پوتیاں بال کٹا کر غرارے اور فلپیر زیب تن کر کے ٹی وی لاؤنچ میں زینت آراہونے لگیں اور انجام اس استدراجی فسق کا ایک مکمل فحاشی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اس لئے اعتدال پسند اصحاب پر واضح ہو کہ اعتدال کے نام پر معصیت کے میدان میں پہلا قدم جس نے بھی روا کیا اس کے انتہائی قدم کا وبال اسی پر پڑے گا۔

روزہ رکھ کر جنسی اور جاسوسی ناول پڑھنا اور وقت کا ٹنا، روزہ کی غایت تقویٰ کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔ روزہ رکھ کر گراں فروشی کرنا، رشوت لینا اور ٹھگی کرنا، روزہ کے تقدس کا جنازہ نکال دیتا ہے۔ قیام لیل یعنی نماز تراویح باجماعت صحابہ کرام کا مصدقہ تعامل رہا ہے اور امت اسی پر کاربند ہے لہذا ہم روزہ داروں کو مشورہ دیتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کے ساتھ نماز تراویح کو لازم پکڑیں۔ ماہِ صیام، ماہِ قیام بھی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا گیا تھا کہ روزہ جلد افطار کیا کریں یعنی جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو افطار میں تاخیر مکروہ ہے۔ افطار کی سیاسی دعوتیں، صرف سیاسی ہوتی ہیں ان سے پرہیز ہی میں بھلا ہے۔ ان کے بیشتر مدعوین روزہ دار نہیں ہوتے لہذا ان کے ساتھ افطار کی برکت جاتی رہتی ہے۔ سچے روزہ دار، دورانِ رمضان اپنا دسب سٹڈارز رکھتے ہیں۔ سخاوت اور رمضان کا آپس میں گہرا ربط ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ روزہ دار کا دوپہر کا کھانا جو بیچ جاتا ہے۔ ہر روزہ دار اپنا یہ کھانا، غربائے اسلام کے گھروں میں ان کے سامانِ افطار کے طور پر پہنچایا کرے۔

بیمار و قنم کے ہوتے ہیں۔ اول: جو دورانِ رمضان کسی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اپنی بیماری کی نوعیت کے مطابق خود فیصلہ کریں۔ یہاں بے جا ضد روانہ نہیں..... روزہ چھوڑا جا سکتا ہے اور یہی حکم مسافر کا ہے اور رمضان کے بعد یہ روزہ رکھ کر گنتی پوری کرنا فرض ہے۔ ہاں اگر تطوع یعنی اختیاری بھلائی کے طور پر کسی مسکین کو کھانا بھی کھلا دیا جائے تو عند اللہ مستحسن ہے۔ دوسرے بیمار و ضعیف ہیں جو بوجہ پیرانہ سالی روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ان کو استثنا حاصل ہے وہ ایک مسکین کا کھانا دے کر اس کا کفارہ دے سکتے ہیں۔ مستقل طور پر روگی حضرات کی شیخ، کینا شتاب کو بھی یہ رعایت حاصل ہے۔ یہاں وہ احترامِ رمضان آتا ہے جس کے تحت چھپ کر کھانے کا حکم ہے۔ شوگر، ہارٹ اور پہا ٹائٹس جیسے موذی امراض میں مبتلا لوگ روزہ رکھیں تو بہتر ہے، نہ رکھیں تو روا ہے۔ اس باب میں بے جا ضد درست نہیں کہ روزہ رکھ کر جان ہی گنوا دی جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے مسلمان اور فرمانبردار بندوں کو کوئی رخصت، رعایت یا سہولت دیتا ہے، اس سے فائدہ اٹھانا واجب ہے۔ بھلے چنگے لوگ جو روزہ نہیں رکھتے اور ایک مسکین کے کھانے کے بدلے، اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، وہ یہ یاد رکھیں، اصل معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ ایک وقت ضرور آنے والا ہے

جب ان کی ہیکڑی کا حساب لیا جائے گا۔ ہر شخص یہ حدیث ضرور یاد رکھے کہ جان بوجھ کر، بلاوجہ چھوڑے گئے ایک روزہ کے بدلے اگر کوئی شخص ساری عمر روزے رکھتا رہے تو بھی کفارہ ادا نہ ہوگا۔ روزہ کی سختی، انظار کے ساتھ ہی، ایک ایسی روحانی بشارت میں بدل جاتی ہے، جسے روزہ دار خوب جانتا ہے اور عید کے دن روزہ دار جسمانی طور پر بھی منحوس روزہ خواروں سے دگنے دکھائی دیتے ہیں۔ روحانی خوشی تو ان کا باطنی تجربہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ جسمانی کمزوری بھی پوری کر دیتا ہے جو دورانِ رمضان انہیں لاحق ہوئی تھی۔ روزہ بہادر رکھتے ہیں اور بزدل اس سے بھاگتے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ لوگ بڑے ہی بد نصیب ہیں جو لذتِ صوم سے بے بہرہ رہے ہیں۔ کام و دہن کی کوئی بھی لذت، اس لذت کا مقابلہ نہیں کر سکتی جس سے بھوکا پیاسا روزہ دار حفظ وافر پاتا ہے اسے یہ لذت اتنی پسند ہے کہ غیر رمضان میں بھی جہاں سنتِ روزہ پاتا ہے، دوڑ دوڑ کر اس پر عمل کرتا اور اس لذت کی چاشنی اور شیرینی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ یہ دل کی باتیں اہل دل ہی جانتے ہیں۔ ہلالِ شوال اسے روزہ سے جدا کر دیتا ہے مگر شوال کے چھ مہینوں روزوں سے پھر اس لذت کی حلاوت پاتا ہے۔ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کی سنتِ روزہ تازہ کرتا ہے۔ پیر اور جمعرات کے ساتھ ایامِ بیض کے روزے رکھ کر بارگاہِ قدس میں باریاب رہتا ہے۔

وہ تشنہ اور بے چین روحیں جو مسلسل ذہنی دباؤ اور کچھاؤ کا شکار رہتی ہیں اور نیند کی گولیاں کھا کر بھی نیند سے محروم رہتی ہیں، وہ اگر اس کرب آمیز کیفیت سے، جسے وہ Tension کہتی ہیں، چھٹکارہ چاہتی ہیں تو ہم انہیں وہ نسخہ کیسیا بتاتے ہیں جو قرآن نے تجویز کیا ہے: ”سکون قلب اللہ کی یاد سے ملتا ہے۔“ وہ انہیں کمرہمت باندھیں، روزے رکھیں، تراویح پڑھیں، نماز پڑھیں، صدقہ خیرات کریں، تلاوت کریں، تلاوت سنیں تو ان کی بے چینی، راحت سے بدل جائے گی۔ ان کے بستر جن پر وہ رات بھر پہلو بدلتے اور جسم کے انگ انگ میں خار مغیلاں کی سونیاں چھتی محسوس کرتے ہیں اور ماہی بے آب کی طرح لوٹ پوٹ ہوتے ہیں، اگر وہ صومِ رمضان کی پابندی کریں تو نوم جاں فزا، باندی بن کر ان کی راحتوں کا سامان کرے گی، اللہ ان کی پریشانیوں کا علاج شافی مہیا کرے گا۔ وہ اسے یاد کریں۔ وہ انہیں یاد کرے گا۔ تفکرات و معاملاتِ دنیا، اس کے سپرد کریں، وہ کارساز تمہاری ساری فکریں اپنے ذمہ لے کر تمہیں خوابِ شیریں عطا کرے گا اور تمہاری ساری جسمانی اعصابی اور عضلاتی بے چینی دور کر کے تمہیں دولتِ سکون سے نوازے گا۔ ایٹنی وان (انگریزی دوائی کا نام ہے) کی جگہ یہ نسخہ ذکر بھی آزما کر دیکھو۔ رمضان اس کا بہترین موقع مہیا کرنے کو حاضر ہے۔

کارساز یا فکر کار ماست      فکر مادر کار ما آزار ماست

ذکر نماز ہے، ذکر روزہ ہے، ذکر تلاوت ہے۔ بھنگڑا، طلبہ سارگی اور قوالی کا ذکر الہی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

مزامیر پر نعت نبیؐ، بے ادبی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ مزامیر توڑنے آئے تھے۔ (وما علینا الا البلاغ)